Page # 1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

پارہ ۲

رکوع نمبر 1

سورۃ البقرہ ○ (آیت نمبر 142 - 147)

آیت نمبر 142 :-

سوال : قبلہ کسے کہتے ہیں اور قبلہ مقرر کرنے کا مقصد کیا ہوتا ہے ؟

جواب :- قبلہ مرکزِ عبادت کو کہتے ہیں ۔ قبلہ تنظیم کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے ۔

سوال : تبدیلی قبلہ سے پہلے نبیؐ نے کتنی عرصے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی تھی ؟

جواب :- تقریباً 16 یا 17 ماہ ۔

سوال : السُّفَہَآءُ سے مراد کون لوگ ہیں ؟

جواب :- السُّفَہَآءُ کا مطلب ہے بیوقوف لوگ ۔ یہاں اس سے مراد ہے دینِ ابراہیمی سے منہ موڑنے والے یعنی یہود، نصاریٰ، مشرکین، منافقین ۔

سوال : قِبْلَتِهِمُ سے یہاں کیا مراد ہے ؟

جواب : اس سے مراد بیت المقدس ہے ۔

سوال : بیت المقدس کو کیسے تقدس حاصل تھا ؟

1۔ بیت المقدس پہلے انبیاءؑ کا قبلہ رہا تھا ۔
2۔ مدینہ میں رہنے والے یہود و نصاریٰ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے عبادت کیا کرتے تھے ۔
3۔ مدینہ آنے کے بعد نبیؐ نے وحی نازل ہونے سے پہلے انبیاءؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی تھی ۔

پارہ ۲

رکوع نمبر 1

سورۃ البقرۃ (آیت نمبر 142 - 147)

آیت نمبر 143 :-

سوال: قبلے کی تبدیلی کا حکم دینے کی کیا وجہ تھی؟

جواب: قبلے کی تبدیلی کا حکم دینے کی وجہ یہ دیکھنا تھا کہ کون رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون مڑ جاتا ہے۔

سوال: قبلے کی تبدیلی میں کس کا امتحان مطلوب تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کا امتحان ہجرت کروا کے لیا۔ قبلے کی تبدیلی دراصل انصار کا امتحان تھا۔

سوال: قبلے کی تبدیلی کے بارے میں یہود نے کیا پروپیگنڈہ اختیار کیا؟

جواب: ① بیت المقدس صدیوں سے انبیاء کا مرکز رہا ہے تو یہ نبی اسکا انکار کیوں کر رہا ہے۔

② اس نبی ﷺ کو ہم سے بیر ہے یہ سارا کچھ ہماری مخالفت میں کر رہا ہے۔

③ یہ نبی خود اپنے مشن کے بارے میں حیران و پریشان ہے کبھی ایک طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے کبھی دوسری طرف۔

④ اگر بیت اللہ ہی اصل قبلہ ہے تو اس سے پہلے مسلمانوں نے جو نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھیں وہ ضائع ہو گئیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے یہود کے پروپیگنڈے کا کیا جواب دیا؟

جواب: "اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے" یہاں ایمان سے مراد نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حوصلہ دیا مسلمانوں کو کہ جو نمازیں تم نے تحویل قبلہ کا حکم آنے سے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھیں وہ ضائع نہیں ہوں گی۔

ان لوگوں کی نمازیں بھی ضائع نہیں ہوں گی جو تحویل قبلہ کا حکم آنے سے پہلے فوت ہو چکے۔

Page #3

پارہ نمبر ۲
رکوع نمبر 1

سورۃ البقرہ (آیت نمبر ۱۴۲ - ۱۴۷)

سوال: ہمانی کو ایمان کیوں کہا گیا؟

جواب۔ ایمان سے مراد ہے اقرار باللسان، تصدیق بالقلب اور عمل بالجوارح۔ نماز نیت، قول اور عمل پر مشتمل ہے اسلیے اسکو ایمان قرار دیا گیا ہے۔

سوال: امت مسلمہ کو امت وسط کا لقب کیوں ملا؟

امت مسلمہ کو امت وسط کا لقب ملا۔ وسط درمیان کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ امت دوسری قوموں کے درمیان دل کی طرح دھڑکنے والی اور خون کی طرح اللہ کے پیغام کو ساری انسانیت تک پہنچانے والی امت ہے۔ اسی طرح عدل اور افضل کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

سوال: گواہی سے کیا مراد ہے؟ اورگواہی کتنی قسم کی ہوتی ہے؟

جواب: گواہی سے مراد آخرت کی گواہی ہے جو رسول اللہ ؐ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت میں دینی ہوگی۔

گواہی دو طرح کی ہوتی ہے۔ قول کے ذریعے سے اور عمل کے ذریعے سے۔ قولی گواہی سے مراد ہے تبلیغ کے ذریعے بات انسانیت تک پہنچ جائے۔ اور عملی گواہی سے مراد ہے کہ ہمارا ہر عمل اس بات کی گواہی دے کہ ہم دنیا میں اللہ کی بات کو ماننے والے ہیں۔

سوال: اس سے کیا مراد ہے کہ تم لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہوں گے؟

جواب: اس گواہی سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں جب انسان کا اکٹھا حساب لیا جائے گا اس وقت رسول اللہ ؐ اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے گواہی دیں گے کہ اسلامی نظام کی جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی تھی وہ انہوں نے پوری پوری پہنچا دی۔

Page#4

پارہ نمبر ۲
رکوع نمبر 1

سورۃ البقرہ (آیت نمبر 142 - 147)

"تم لوگوں پر گواہ ہو" سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ؐ کے بعد ان کے ماننے والے ذمہ دار ہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمام انسانوں تک پہنچانے کے لیے اور قیامت کے دن یہ گواہی دینی ہوگی کہ جو پیغام رسول ؐ سے ہمیں پہنچا وہ پہنچانے میں ہم نے کوئی کمی تو نہیں کی۔

آیت نمبر 144 :-

سوال: رسول اللہ ؐ کو قبلے کی تبدیلی کے حکم کا انتظار کیوں تھا؟

جواب: نبی ؐ چاہتے تھے کہ اسلام اپنی اصلی شکل میں نمایاں ہو جائے۔

سوال: یہودِ مدینہ یہ بات کیسے جانتے تھے کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم برحق ہے؟

جواب: ان کی کتابوں میں یہ بات موجود تھی کہ آخری نبی کا قبلہ کعبہ ہوگا۔ اور یہ بات انکے نبیوں کی پیشن گوئی بھی تھی اسلیے انکو یہ یقین تھا کہ یہ بات برحق ہے اور ان کے رب کی طرف سے ہے۔ اور یہ نبی ؐ کی نبوت کی بھی دلیل تھی۔

آیت نمبر 145 :-

سوال: اس آیت میں "بِكُلِّ ءَايَةٍ" سے مراد کون سی نشانی ہے؟

جواب: قبلے کی تبدیلی کی نشانی ہے۔

سوال:- "قِبْلَتَكَ" سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپ کے قبلے کی پیروی سے یہاں مراد ہے۔
مسلمان ہونا، آپ کے دین کو قبول کرنا، آپ کے معاملے کو قبول کرنا، آپ کو نبی سمجھنا، بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

سوال: "وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ" سے کیا مراد ہے؟

"اور نہ کوئی ان کا پیروی کرنے والا ہے قبلہ کی کسی کے" یہاں ایک دوسرے سے مراد یہودی و عیسائی ہیں - یہ دونوں بظاہر تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھتے ہیں مگر پھر بھی انکے قبلے

پارہ نمبر ۲
رکوع نمبر ۱

سورۃ البقرۃ (آیت نمبر ۱۴۲ - ۱۴۷)

آپس میں الگ ہیں۔ یہود بیت المقدس کے مشرق کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے تھے جبکہ عیسائی بیت المقدس کے مغرب کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے تھے۔

سوال: یہود نے بیت اللہ کو قبلہ نہ ماننا اسکی وجہ کیا تھی؟

جواب: یہود کے نہ ماننے کی وجہ انکی خواہش پرستی تھی۔

سوال: "العلم" سے مراد کون سا علم ہے؟

جواب: اس سے مراد قرآن و سنت کا علم ہے۔

سوال: اس آیت کے مطابق انسان کا شمار ظالموں میں کیسے ہوگا؟

جواب: قرآن و سنت کا علم آنے کے باوجود اگر ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی اور اللہ کا حکم نہ مانا تو پھر ظالم ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۱۴۶

سوال: "یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَھُمۡ" سے کیا مراد ہے؟

وہ پہچانتے ہیں اسکو جیسا کہ وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔ اس سے تین چیزیں مراد ہیں۔

* - یہ قبلے کی تبدیلی کے حکم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔

* - یہ نبی ﷺ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔

* - یہ اللہ کی کتاب کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو۔

سوال: یہودی حق کو پہچاننے کے بعد اسے کیوں چھپاتے تھے؟

* - حق سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے

* - تعصب کی وجہ سے

پارہ نمبر ۲
رکوع نمبر ۱

سورۃ البقرۃ (آیت نمبر ۱۴۲ - ۱۴۷)

سوال : "اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ" سے کیا مراد ہے ؟

جواب : یہاں "الحق" سے مراد تبدیلئ قبلہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ قبلے کا تعین رب العزت کی طرف سے ہے اور یہ کسی انسان کی خواہش سے نہیں ہوا ہے بلکہ رب کی طرف سے ہے ۔

سوال : اللہ تعالیٰ نے یہاں "شک" سے بچنے کو کیوں کہا ؟

یہاں شک کے لیے لفظ "الممترین" آیا ہے "م ر ی" سے ہے ایسا شک جو تردد پیدا کر دے ۔ انسانی زندگی میں امن و سکون یقین سے آسکتا ہے خواہ اسکا تعلق ذہنی سکون سے ہو یا عملی سکون سے ۔ شک انسان کو اضطراب میں مبتلا کر دیتا ہے جسکی وجہ سے انسان حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے ۔